مولانا مفتی فدا محمد
مدرس دارالعلوم رحمانیہ مینئی (صوابی)

ایک عہد ساز شخصیت

دنیا میں آئے دن ہزاروں انسان آتے رہتے ہیں لیکن اس عالم فانی میں کچھ شخصیات ایسی بھی آتی ہیں جو جانے کے بعد لاکھوں انسانوں کو اپنے فراق کے ایسے غم دے جاتی ہیں جو کبھی بھرتے نہیں محفلوں میں مسلسل ان کے تذکرے ہوتے رہتے ہیں ان کی یادیں مسلسل دلوں میں تازہ رہتی ہیں۔

ان ہی دینی عظیم ہستیوں میں ایک روشن نام حضرت اقدس شیخ الحدیث والقرآن ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ کا ہے جو اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور ماضی قریب میں ایک عرصہ دراز تک اپنی طویل متاع گراں مایہ دینی رہنمائی کے ساتھ اصلاح امت کی زبردست خدمات انجام دیتے رہے انہوں نے اپنی جوانی اور بڑھاپا تمام تر صلاحیتوں اور قوتوں کے ساتھ اسلام کی سربلندی پر لگایا۔

جامعیت کا فیضان

حضرت شیخ بیک وقت ایک پختہ کار عالم باعمل، عظیم مبلغ، کہنہ مشق مدرس، عظیم مفسر، بے بدل محدث تجربہ کار رہنما شیرین زبان خطیب اور ایک معاملہ فہم مجاہد تھے، علماء اور عوام الناس میں یکساں مقبولیت کے مالک تھے عوام، خواص، طلباء، علماء صوفیاء کرام دعوت وتبلیغ والے حضرات اور میدان جہاد میں برسرپیکار مجاہدین اور دیگر دینی تحریکیں سب کی حضرت شیخ رحمہ اللہ سے نہ صرف وابستگی رہی بلکہ حضرت کو اپنے اکابر میں سے شمار کرتے تھے اور حضرت شیخ تمام تر مصروفیات کے باوجود سب کی مشفقانہ سرپرستی فرمایا کرتے تھے اور وقت فارغ کرکے ان کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے چنانچہ پشاور کے عظیم روحانی پیشوا عارف باللہ حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا اشرف سلیمانیؒ نے خانقاہ کا افتتاح حضرت شیخؒ سے کروائی حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی کی نظر پورے خطے میں حضرت شیخ پر پڑی کیونکہ وہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کو اپنا رہنما سمجھتے تھے تبلیغی جماعت کے امیر حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کے درمیانی قریبی روابط تھے، حاجی عبدالوہاب صاحب بعض ضروری پیغامات حضرت شیخ رحمہ اللہ کو پہنچایا کرتے تھے خط وکتابت کے ذریعے بھی رابطہ رہتا تھا مدرسہ عربیہ رائے ونڈ کے امتحانات کے سلسلے میں بسا اوقات حضرت شیخ کو دعوت دیا کرتے تھے حضرت شیخ

رحمہ اللہ باوجود مصروفیات اور ضعف کے وقت نکال کر پوری توجہ اور اہتمام کے ساتھ امتحان لینے کیلئے تشریف لیجاتے آپ ایک عظیم محدث اور مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مایہ ناز اور شیرین زبان خطیب بھی تھے جب آپ سٹیج پر جلوہ افروز ہوتے تو آپ کی ہشاش بشاس اور نورانی چہرے کی تابانیوں سے آنکھیں سیر نہیں ہوتیں۔

پہلی زیارت

حضرت شیخ رحمہ اللہ کا نام تو ویسے پہلے سے سنتے رہتے تھے لیکن سب سے پہلی بار آپ سے ۱۹۸۹ء میں میری ملاقات اس وقت ہوئی جب آپ طلبائے کرام کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ بیان کیلئے تشریف لائے تھے اس وقت آپ بنوں میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے ممبر حقانیہ پر جلوہ افروز ہوئے ساتھ آپکا فرزند ارجمند حضرت مولانا امجد علی شاہ صاحب بھی تھے بیان سے پہلے حضرت مولانا امجد علی صاحب نے بہترین لہجے میں تلاوت فرمائی اور بعدازاں آپ نے بیان شروع کی حضرت نے سادہ عام فہم مگر اثر انگیز بیان فرما کر چلے گئے۔

میدان سیاست میں

۱۹۹۰ء میں آپ جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے انتخابات میں مقابلہ کیلئے اتر آئے اکابرین جمعیت نے آپ کو مجبور کیا اور بالآخر آپ مقابلہ کیلئے تیار ہوئے دوران انتخابات سیاسی جلسوں میں آپ کے ساتھ شرکت کا بڑا موقع ملا تھا اور آپ کے بیانات محظوظ ہوتے رہتے تھے بعض طلباء نے عجیب وغریب نظمیں بنائی تھیں جن میں حضرت کے صفات، خدمات اور قابلیت کے تذکرے تھے ابھی تک ان نظموں کے بعض حصے ذہن میں گونج رہے ہیں آپ کے سیاسی بیانات بھی تنقید سے خالی ہوتے تھے اور فکر آخرت پر مبنی ہوتے تھے۔

اصاغر نوازی

۱۹۹۹ء میں جامعہ دارالعلوم رحمانیہ کی دعوت پر آپ شعبہ بنات کی امتحان کیلئے آئے اور ہماری بڑی حوصلہ افزائی فرمائی امتحان کے بعد آپ نے تأثرات لکھے جس میں آپ نے جامعہ دارالعلوم رحمانیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ولنعم ما قیل قد یوجد فی النھر مالایوجد فی البحر اس جملے سے ہمیں بڑی خوشی ہوئی اور حوصلہ افزائی بھی امتحان لینے کے بعد آپ مسند حدیث کی اجازت طلب کی گئی آپ نے بڑی فراحدلی سے کام لیتے ہوئے دورہ حدیث کے طالبات اور معلمین سب کو اجازت حدیث دے دی جس سے بندہ ناچیز کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی بس اس کے بعد تو حضرت شیخ سے ایک مسلسل رابطہ قائم رہا آپ اکثر وبیشتر ختم بخاری کیلئے تشریف لاتے آپ

کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے وہ مقبولیت عامہ دی تھی کہ آپ کا نام سنتے ہی اطراف واکناف سے ایک جم غفیر جمع ہوجاتا کہ ہمیں سنبھالنا مشکل ہوجاتا ختم بخاری کے دوران ایک طرف تو آپ علمی مباحث چھیڑتے دوسری طرف عوام الناس کے فائدے کیلئے ایسی مفید اور اصلاحی ارشادات بیان فرماتے جو ان کے لئے ایک مشغل راہ بن جاتا۔

ذکر ایک کرامت کا

میں نے ایک مرتبہ حضرت کی کرامت اپنی آنکھوں سے دیکھی میں اور حضرت مہتمم صاحب دعوت ختم بخاری کے حوالے سے آپ کی ملاقات کیلئے آپکے دولت کدہ پر حاضر ہوئے اللہ کی شان اچانک ایسی زوردار طوفانی ہوا شروع ہوئی کہ بس قیامت کا منظر لگ رہا تھا ہم اندر بیٹھے تھے زوردار ہوا کا شور ہم سن رہے تھے ہم نے آپ سے ختم بخاری کیلئے تاریخ لے لی اور دعا کا مطالبہ کیا آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر ہمارے لئے اور مدرسے کیلئے دعائیں کیں ساتھ ساتھ موسم کی بہتری کیلئے دعا شروع کی بس ایک دم ہوا ایسی رک گئی جیسا کہ چلتے ہوئے پنکھے کا سوئچ نکال کر رک جاتا ہے اور ہوا ختم ہوجاتی ہے میں نے ایسے طوفانی ہوا کو اچانک رکتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

ظرافت اور تواضع

ایک مرتبہ حضرت شیخ ختم بخاری کیلئے تشریف لا رہے تھے حضرت اور دارالعلوم حقانیہ کے دیگر شیوخ بھی ساتھ تھے سفر میں خدمت کی سعادت مجھے حاصل تھی وہ منظر مجھے خوب یاد ہے کہ راستے میں آپ دل لگی اور خوش مزاجی کررہے تھے آپ کی باتوں سے شرکاء مجلس ہنس رہے تھے شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ صاحب دامت برکاتہم کا ہنس مکھ اور نورانی چہرہ اب بھی میرے سامنے ہے کہ وہ ہنستے ہنستے بے قابو ہوجاتے کبھی علمی باتیں اور کبھی لطائف سناتے لیکن انداز ایسا تھا کہ کوئی ہنسے بغیر نہ رہ سکتا تھا میں نے اکابر کی ایسی مجلس ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ومحبوب کے صدقے میرے شیخ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ اور بلند مقام نصیب فرمادیں اور ان کے تلامذہ اور متعلقین کو ان کی نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرماویں۔

إن للّٰه ما اَخَذَ وله ما اعطیٰ وکلّ شیء عنده بأجل مسمّٰی